AL-AZM (journal For Islamic & Arabic Research) Vol.2 ,No.2, Dec, 2021

عصر حاضر میں کچے پھلوں کی خرید و فروخت کی مختلف صورتوں کا تجزیاتی مطالعہ

" Analytical study of different forms of buying and selling of raw fruits in modern times"

حافظ جواد حسیب -[1]

ڈاکٹر حافظ جمشید اختر-[2]

Abstract

The sale and purchase of fruits is an important part of the trade, so it is very important to do a thorough research on it. It is shar'i because the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) forbade the sale of dates before they are ripe. Similarly, the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) forbade the sale of wheat before it became white and protected from calamities, etc., and the Prophet(PBUH) forbade the sale of grapes before they became black and all grains or grains hardened. In the light of Mubarakah, there is no scope for selling fruits before they are ripe.

Key Word: Trade, Raw Fruits, Grapes

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے دنیا کا تمام کاروبار باہمی احتیاج اور ضرورت پر قائم رکھا ہے انسان کے ہاتھوں وجود میں آنے والی ساری رعنائیاں اور رنگینیاں اسی احتیاج کے دامن سے وابستہ ہیں، غریب مال دار کا محتاج ہے کہ وہی اس کیلئے نان جویں کا ذریعہ ہے، مالدار غریب کا ضرورت مند ہے کہ غریب مزدوروں کی قوت بازو اور عرق آلود جسم کے بغیر نہ فلک بوس عمارتیں وجود میں آسکتی ہیں، نہ حسین وجاذب نظر سبز زار سے لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے، ٹھیک اسی طرح "تجارت" بھی ایک ضرورت ہے عام شہری اس کے محتاج ہیں کہ ان کو ملک بھر کی اور دور دراز کی مصنوعات اور پیداوار، سفر کی مشقت و کلفت کے بغیر میسر آجائے اور تاجروں کا طبقہ اپنے گاہکوں کا کہ ان کی خرید ہی ان کیلئے قوام حیات فراہم کرے گی، اس لئے شریعت نے نہ صرف تجارت کی اجازت دی بلکہ اس کو سراہا اور تجارت کے احکام و قوانین اور آداب و مستحبات اس وضاحت سے بتائے کہ کسی مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

---

1 - لیکچرار (V)، شعبہ اسلامی و عربی علوم، یونیورسٹی آف سرگودھا۔

2 - لیکچرار، شعبہ اسلامیات، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان۔

بیع کی تعریف

بیع لغت میں باب "ضرب یضرب "سے مصدر ہے خرید و فروخت دونوں معنوں کیلئے آتا ہے ، اگر باب مفاعلہ سے ہو تو اس کے معنیٰ ہیں آپس میں خرید و فروخت کرنا۔[1] لغت میں بیع "مبادلۃ الشئی با لشئی " کو کہتے ہیں خواہ وہ شئی مال ہو یا نہ ہو وہ بیع ہی کہلائے گی جیسے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا:

"وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاہِمَ مَعْدُوْدَةٍ. وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاہِدِيْنَ"[2]

چونکہ حضرت یوسف آزاد تھے اس لئے آپ پر مال کا اطلاق نہیں ہو سکتا معلوم ہو الغت میں بیع کے اندر" مبادلۃ المال بالمال" کی قید شرط نہیں۔ بیع ان الفاظ میں سے ہے جو دو متضاد معنوں کے حامل ہیں، خریدنا اور بیچنا۔[3]

امام نسفیؒ نے فرمایا: " بیع مال کے مال سے تبادلہ کو کہتے ہیں جو باہمی رضامندی سے ہو "[4] اس سے معلوم ہوا ہر دو طرف سے مال ہونا چاہیئے اگر ایک طرف سے مال ہو ااور دوسری طرف سے کچھ نہ ہو اتو پھر یہ بیع نہ ہو گی بلکہ ہبہ ، وصیت وغیرہ ہو گا اگر ایک طرف مال ہو دوسری طرف سے نفع یعنی کوئی مادی چیز نہ ہو تو یہ اجارہ کہلائے گی۔ بیچنے والے کو اصطلاح میں بائع کہتے ہیں خریدنے والے کو مشتری اور چیز کو مبیع کہتے ہیں اور جو نرخ مقرر کئے جائیں وہ ثمن کہلاتے ہیں۔

بیع کی یہی تعریف دوسرے فقہاء نے کی ہے امام نووی شافعی لکھتے ہیں:

"البیع مقابلة مال بمال تملیکا"[5]

مشہور حنبلی فقیہ ابن قدامہ کا بیان ہے کہ: "مبادلة مال بمال تملیکا"[6] البتہ اختلاف اس بات میں ہے کہ مال کا اطلاق کس پر ہو گا احناف کے نزدیک مال وہ ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو جس کا ذخیرہ ممکن ہو منافع اور حقوق پر مال کا اطلاق نہیں ہو گا جبکہ جمہور فقہاء نے ان کو بھی مال شمار کیا ہے۔

"بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا" کا تعارف

بیع المعدوم کی ایک اہم صورت " بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا " ہے بدو کے لغوی معنیٰ ہیں ظاہر ہونا ([7]) اور صلاح فساد کی ضد ہے بدو الصلاح سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفسیر میں کچھ اختلاف واقع ہوا ہے۔

علامہ ابن الہمامؒ بدو الصلاح کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ان تامن العاھة والفساد"([8]) (بدو الصلاح کا معنیٰ یہ ہے کہ پھل آفت اور خراب ہونے سے محفوظ ہو جائے)

علامہ رملیؒ فرماتے ہیں: "بد و صلاح الثمر ظھور مبادی النضج والحلاوہ"([9]) (پھل کا بدو صلاح یہ ہے اسپر پختگی اور مٹھاس کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جائیں)

ان دونوں تعریفوں کا نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے اور مراد یہ ہے کہ پھل کو پکنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ پکنے کے آثار مختلف چیزوں میں مختلف ہوتے ہیں اس لئے تعریفوں میں لفظی اختلاف واقع ہو جاتا ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:"اعلم ان بدو الصلاح متفاوت بتفاوت الآ ثار فبد و الصلاح التین ان یطیب وتوجد فیه الحلاوة الخ۔۔۔"([10])

مختلف اشیاء میں ان کے پکنے کے آثار مختلف ہوتے ہیں چنانچہ انجیر کے آثار یہ ہیں کہ اس میں مٹھاس معلوم ہو، اس کا سیاہ حصہ سیاہی کی طرف اور سفید حصہ سفیدی کی طرف مائل ہو، انگور کے اندر بھی یہی نشانی ہے اور زیتون کے اندر نشانی یہ ہے کہ وہ سیاہی کی طرف مائل ہونے لگے، ککڑی اور قفوس (خربوزہ کی قسم ہے) کے اندر علامت یہ ہے کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائے۔ خربوزہ کے اندر علامت یہ ہے کہ وہ زردی اور مٹھاس کی طرف مائل ہو، کیلے کے بارے میں امام مالک سے منقول ہے جب وہ درخت پر کھڑے ہوئے اپنا پورا سائز اختیار کر لیں تو انہیں فروخت کرنا جائز ہے کیونکہ درخت سے اتارے بغیر ان میں مٹھاس نہیں آتی۔ گاجر شلغم، مولی لہسن اور پیاز کی علامت یہ ہے انکا چھلکا مضبوط ہو جائے اور اس سے نفع حاصل کرنا ممکن ہو اور اس کے اکھاڑنے سے کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔

پھلوں کی خرید و فروخت کی صورتیں اور انکا حکم

پھل ظاہر ہونے سے قبل بیع کرنا:

اگر پھل درخت پر ظاہر ہی نہ ہوا ہو تو اس کی بیع بالاتفاق ناجائز ہے۔

علامہ ابن الہمام لکھتے ہیں:"لا خلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل ان تظهر"([11]) (پھلوں کے ظاہر ہونے سے قبل ان کی بیع کے ناجائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں)

علامہ شیرازی اور علامہ کاسانی: اس بیع کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ بیع المعدوم ہے چنانچہ علامہ شیرازی فرماتے ہیں:

"ولا یجو ز بیع المعدوم کا لثمرة التی لم تخلق"([12])(معدوم چیز جیسے پیدا ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع کرنا جائز نہیں)

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

"لا ینعقد بیع المعدوم۔۔۔۔۔۔۔۔وکذا بیع الثمر و الزرع قبل ظهور لا نها معدوم"([13])

(بیع المعدوم منعقد نہیں ہوتی۔۔۔۔اسیطرح پھلوں اور کھیتی کی بیع بھی ان کے ظاہر ہونے سے قبل کر دی جائے تو وہ منعقد نہیں ہوتی کیونکہ یہ دونوں معدوم ہیں)

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس بیع میں غرر پایا جاتا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"شراء الثمر قبل ان یخرج و اشبا هه فاسد لا نه یباع ما لم یکن۔۔۔۔۔الخ"([14])

(پھل کے نکلنے سے پہلے اس کی بیع کرنا اور ان جیسے معاملات فاسد ہیں کیونکہ اس نے ایسی چیز بیچی، جو ہو سکتا ہے کہ بعد میں نہ ہو (اگر ہو) معلوم نہیں کہ کتنی ہو۔ ہم تک رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے غرر سے منع فرمایا اور یہ ہمارے نزدیک غرر ہے)

ان دونوں اقوال کا نتیجہ ایک ہی ہے اس لئے کہ بیع المعدوم بھی دراصل بیع الغرر ہی کی ایک قسم ہے ممانعت کا یہ حکم عام ہے خواہ ایک سال کیلئے پھلوں کی بیع کی گئی ہو یا کئی سالوں کیلئے دونوں صورتوں میں پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی بیع ناجائز ہے۔ البتہ علامہ ابن رشد الحفید نے حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف اس کا جواز منسوب کیا ہے،([15])۔

لیکن ڈاکٹر صدیق الضریر کا کہنا ہے: کہ حضرت عمرؓ کی طرف نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

پھل ظاہر ہونے کے بعد بیع کی صورتیں

پھل ظاہر ہونے کے بعد بیع کرنے کی ابتداً دو صورتیں ہیں:

1---بیع قبل بدوّ الصلاح (پھل پکنے سے پہلے اس کی خرید وفروخت)۔

2---بیع بعد بدوّ الصلاح (پھل پکنے کے بعد اس کی خرید وفروخت)۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں:۔

الف:۔ اس شرط کے ساتھ بیع کی جائے کہ خریدار یہ پھل خریدنے کے بعد فوراً کاٹ لے گا۔ اسے "بیع بشر ط القطع "کہا جاتا ہے۔

ب:۔ اس شرط کے ساتھ بیع کی جائے کہ خریدار ان پھلوں کو درختوں پر رہنے دے گا اسے "بیع بشر ط الترک "کہتے ہیں۔

ج:۔ بیع کے دوران پھلوں کے کاٹنے یا درختوں پر چھوڑنے کی کوئی شرط نہ لگائی جائے اسے "بیع بدون شرط القطع و الترک "کہا جاتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بیع قبل بدوَ الصلاح کی بھی تین صورتیں ہیں اور بیع بعد بدوَ الصلاح کی بھی تین صورتیں ہیں۔ اس طرح کل چھ صورتیں بن جاتی ہیں۔

سب سے پہلے قبل بدوَ الصلاح کا حکم ذکر کیا جاتا ہے۔

قبل بدوَ الصلاح بیع کا حکم

پہلی اور دوسری صورت: قبل بدوَ الصلاح کی صورت میں اگر بیع بشرط القطع ہوئی ہو تو یہ بالاتفاق جائز ہے اگر بیع بشرطِ الترک ہوئی ہو تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:"اشتراہ بشر ط القطع یجوز و ان اشتراہ بشرط الترک لا یجوز "([16])

علامہ دردیر مالکیؒ لکھتے ہیں:۔"صح بیع الثمر ---قبل بدوءِ صلا حہ بشرطِ قطعہ فی الحال او فی مدۃ قریبۃ لا ینتقل فیھا "([17]) (قبل بدوَ الصلاح کی بیع اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ خریدار اسے فوراً کاٹے گا جتنی دیر میں پھل یا کھیتی کوئی دوسرا رنگ اختیار نہیں کر پاتی----جبکہ بشرط الترک پھلوں کی بیع کرنا صحیح نہیں)

علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:"لا یخلو بیع الثمر قبل بد و الصلاحھا من ثلاثۃ اقسام احدھما ان یشتریھا بشر ط التبقیۃ"([18]) (قبل بدوَ الصلاح پھلوں کی خرید وفروخت کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ پھلوں کو بشر ط الترک خریدا

جائے یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے پھلوں کو قبل بدوٗ الصلاح فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، خریدار اور بائع دونوں کو منع فرمایا ہے۔ ممانعت عقد کے فاسد ہونے کا تقاضا کرتی ہے)

ابن منذرؒ کہتے ہیں: کہ اہل علم نے بالاتفاق اس حدیث کے مضمون کے مطابق قول اختیار کیا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس شرط کے ساتھ پھل بیچا جائے کہ خریدار اسے فوراً کاٹے گا یہ بیع بالاتفاق صحیح ہے کیونکہ پہلی صورت میں ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ پھل ضائع ہونے یا اس پر کسی آفت کے آنے کا اندیشہ تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان حضرت انسؓ نے نقل کیا کہ " دیکھتے نہیں اگر اللہ تعالیٰ پھلوں کو روک دے تو تم اپنے بھائی سے مال کس طرح لوگے "اور بشرط القطع بیع کرنے سے آفت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

البتہ ابن ابی لیلیٰؒ، امام ثوریؒ([19]) اور علامہ ابن حزمؒ ([20]) قبل بدوٗ الصلاح کی بیع کو مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں آنحضرت ﷺ قبل بدوٗ الصلاح کی بیع کو ناجائز کہا ہے([21])، لہٰذا ظاہر حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ اسے ناجائز ہی کہا جائے۔

تیسری صورت

تیسری صورت یہ ہے کہ بیع کے دوران پھل کے کاٹنے یا نہ کاٹنے کی کوئی شرط نہ ہو۔ یہ صورت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے جبکہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں ناجائز ہے۔

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:۔

"القسم الثالث ان یبیعها مطلقاً ولم یشترط قطعاً ولا تبقیہۃ فا لبیع با طل وبه قال مالک و الشافعی و اجا زہ ابو حنیفه"([22])

آئمہ ثلاثہ کی دلیل یہ ہے کہ حدیث کے اندر تو قبل الصلاح پھلوں کی خرید و فروخت کو مطلقاً ممنوع قرار دیا گیا ہے لیکن ہم نے پہلی صورت کو اسلئے مستثنیٰ قرار دیا ہے کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کٹے ہوئے پھلوں کی بیع کیونکہ خریدار اسے فوراً کاٹ لیتا ہے لیکن متنازع فیہ صورت کو حدیث کے حکم سے خارج کرنا درست نہیں۔([23])

بدوٗ الصلاح کے بعد پھلوں کی بیع کا حکم:

بدوٗ الصلاح کے بعد پھلوں کی خرید و فروخت کی وہی تین صورتیں ہیں جو قبل بدوٗ الصلاح کی حالت میں خرید و فروخت کی ہیں۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل کے نزدیک بعد بدوٗ الصلاح کی حالت میں پھلوں کی خرید و فروخت کی تینوں صورتیں جائز ہیں ۔ جبکہ امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا کہنا ہے کہ اس حالت میں بھی بشرط الترک بیع کرنا جائز نہیں البتہ امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں کہ اگر پھل کا سائز مکمل ہو چکا ہو مزید بڑھنے کا امکان نہ ہو تو اس صورت میں "بشرط الترک بیع کرنا بھی جائز ہے۔

علامہ ابن قدامہؒ تمام مذاہب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اذا بدوّ الصلاح فی الثمرة جاز بیعها مطلقاً و بشرط التبقیة الی ھال الجزار وبشرط القطع وبذالک قال مالک و شافعی وقال ابی حنیفة واصحابه :لا یجوز بشرط التبقیة الا ان محمد قال اذا تنا ھی عظمها جاز۔۔۔۔۔الخ[24]

آئمہ ثلاثہ کی دلیل:

آپ ﷺ نے صرف قبل بدّو الصلاح کی حالت میں پھلوں کی خرید و فروخت سے منع کیا ہے، لہٰذا اس کے مفہوم مخالف کا تقاضا یہ ہے کہ بعد البدوَ پھلوں کی بیع جائز ہو۔([25])

حنفیہ کے نزدیک قرآن و حدیث کے نصوص میں مفہوم مخالف معتبر نہیں اسلئے وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث سے بعد البدوَ کی کسی صورت کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔([26]) کیونکہ حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں لہٰذا اس حکم کے ثبوت کیلئے ہم شرعی قواعد وضوابط کی طرف رجوع کریں گے۔

حاصل کلام

پھلوں کی خرید و فروخت کے متعلق ائمہ اربعہ کے مذاہب کا خلاصہ درجہ ذیل ہے: پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اور قبل بدوّ الصلاح پھلوں کی بشرط الترک بیع کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ قبل بدوّ الصلاح کی بشرط القطع بیع کرنا اور بعد بدوّ الصلاح بشرط قطع اور بغیر کسی شرط کے بیع کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ قبل بدو الصلاح بغیر کسی شرط کے بیع کرنا حنفیہ کے نزدیک جائز اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ بعد بدوّ الصلاح بشرط الترک بیع کرنا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز جبکہ امام ابویوسفؒ کے نزدیک ناجائز ہے البتہ اگر پھلوں کا سائز مکمل ہو تو امام محمد کے نزدیک استحساناً جائز ہے۔

پھلوں کی خرید و فروخت کی جدید صورتیں اور ان کا حکم

عصر حاضر میں باغات کے پھلوں کو عام طور پر درخت پر لگے ہوئی حالت میں ہی فروخت کیا جاتا ہے اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے اس وقت تک پھل تھوڑے تھوڑے سے ظاہر ہوئے ہوتے ہیں اور پھر خریدار انہیں درختوں پر رہنے دیتا ہے ان کی رکھوالی کرتا ہے اور پکنے کے بعد انہیں فروخت کرتا ہے اس اعتبار سے یہ پھلوں کی خرید و فروخت کے اعتبار سے دو الگ الگ مسئلے سامنے آتے ہیں:

1۔۔ پھلوں کی خرید و فروخت کس حالت میں جائز اور کس حالت میں ناجائز ہے؟

2۔۔ خریدار کا پھلوں کو درخت پر رکھنا کیسا ہے؟

دوسرے مسئلہ کی تفصیل تو بیان ہو چکی ہے اب ہم پہلے مئلہ کو تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

اس مسئلہ کی کل پانچ صورتیں ہیں:

1۔۔ پھل ظاہر ہونے سے پہلے ان کی بیع کر دی جائے، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے جیسا کہ آجکل اکثر علاقوں میں پھل آنے سے پہلے ہی باغ کو ٹھیکے پر دے دیا جاتا ہے اور بائع خریدار سے کہتا ہے اس باغ میں اس سال جو بھی پھل آئے گا، میں اسے آپ کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اس کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بیع المعدوم ہے۔

2۔۔بعض مرتبہ لوگ اپنے باغ کو کئی سال کے ٹھیکے پر دے دیتے ہیں مثلاً پانچ سال یادس سال وغیرہ کیلئے کہ دیتے ہیں اتنے عرصہ میں جو بھی پھل آئے گا وہ ہم نے تمہیں فروخت کیا۔یہ صورت بھی ناجائز ہے کیونکہ اس میں معدوم چیز کی خرید وفروخت کی گئی ہے،اسے شریعت کی اصطلاح میں "بیع السنین "یا"بیع المعاومہ "کہا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ سے اس کی ممانعت منقول ہے۔چنانچہ حدیث میں ہے کہ:۔

"نهى رسول الله ﷺ عن بيع السنين" [27] (رسول اللہ ﷺ نے بیع السنین سے منع فرمایاہے)

3۔۔بعض مرتبہ باغ کے پھلوں کی بیع ایسے وقت میں ہوتی ہے جب کچھ پھل ظاہر ہوچکاہو تاہے اور کچھ پھل ابھی تک ظاہر نہیں ہواہو تا۔ اس کے حکم میں فقہاءحنفیہ کے درمیان قدرے اختلاف واقع ہواہے ظاہرِ مذہب کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ بیع ناجائز ہو کیو نکہ اس میں مبیع کی کچھ مقدار معدوم ہے ۔لیکن علامہ شمس الائمہ حلوانی فرماتے ہیں کہ اگر ظاہر ہونے والے پھلوں کی تعداد زیادہ ہے تو پھر معدوم پھلوں کو ان کے تابع قرار دیاجائے گااسطرح تمام پھلوں کی بیع جائز ہوگی۔

علامہ فضلی کے نزدیک ظاہر شدہ پھلوں کی تعداد کا ظاہر ہوناضروری بھی نہیں بلکہ مطلق ظاہر شدہ پھلوں کی موجودگی میں تمام پھلوں کی بیع جائز ہے ان کا کہناہے کہ ظاہر شدہ پھلوں کو اصل قرار دیاجائے گااور جو بعد میں ظاہر ہوں گے وہ انہی کے تابع ہوں گے۔علامہ فضلی یہ قول عموم بلویٰ کی وجہ سے اختیار کیاہے۔ابن الہمام کارجحان بھی اسیطرف ہے امام محمد بن الحسن اور امام مالکؒ کا ایک قول بھی اسی کے مطابق ہے۔[28]

علامہ ابن عابدین نے بھی ضرورت اور عموم بلویٰ کی وجہ سے اس کی اجازت دی ہے چنانچہ آپ فرماتے:۔

"لا يخفى تحقق الضرورة فى زماننا ولا سيماً فى مثل دمشق الشام كثير الا شجار والثمار فا نه لغلبة الجهل -----الخ"[29]

(ہمارے زمانے میں اس کی ضرورت (مجبوری)کا ہونا مخفی نہیں خصوصاًشام کے شہر دمشق میں جہاں پھلوں اور درختوں کی کثرت ہے جہالت کی وجہ سے لوگوں سے مذکورہ تین طریقوں میں سے کسی طریقہ پر عمل ممکن نہیں،اگرچہ بعض افراد کے اعتبار سے اس پر عمل ممکن ہے لیکن عمومی طور پر ایسانہیں ہو سکتا اور لوگوں سے ان کی عادت چھڑانے میں بہت بڑاحرج لازم آتاہے اور اسی حال میں بیع کو جائز قرار دیاجائے تو ان شہروں میں ان پھلوں کو ناجائز طریقے سے کھانے کی خرابی لازم آتی ہے کیونکہ یہاں اسی طریقے سے پھلوں کی خرید وفروخت ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے ضرورت کی وجہ سے بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے حالنکہ وہ بیع المعدوم ہے جب یہاں ضرورت پائی جارہی ہے تو اسے بھی سلم کے ساتھ دلالۃ النص کے طور پر ملایا جاسکتاہے اس طرح اس کا جواز نص سے معارض بھی نہیں ہو گا اسی لئے مجوزین نے اسے استحسان میں شمار کیاہے کیونکہ قیاس کا تقاضاعدم جواز کا ہے)

4۔۔۔اگر تمام پھل بھی ظاہر ہوگئے لیکن ابھی تک اس حالت میں نہیں کہ ان سے نفع اٹھایاجاسکے،نہ ان کو کھایاجاسکتاہے اور نہ جانوروں کے کام آسکتے ہیں اس بارے میں اختلاف ہے۔ قاضی خان کہتے ہیں کہ بہت سے حنفی فقہاءنے اسے ناجائز قرار دیاہے ۔[30]البتہ ابن الہمام [31]اور علامہ مرغینانی نے جواز کا قول اختیار کیاہے۔[32]

5۔۔ پھل ظاہر ہونے کے بعد اس قابل ہو چکے ہیں کہ انہیں کھایا جاسکتا ہے اور جانوروں کے استعمال میں بھی لائے جاسکتے ہیں تو ان کی خرید و فروخت بالا جائز ہے۔ البتہ مذکورہ صورتوں میں قبل بدوّ الصلاح اور بعد بدوّ الصلاح کے اختلاف کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

باغات کی پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے خرید و فروخت کی جوازی صورت

اصول: "جو بات عرفِ عام میں مشہور و معروف ہو، وہ ایسی ہے جیسے طے شدہ شرط ہوتی ہے"

کیونکہ آجکل تمام بیوع پھلوں کے پکنے سے پہلے ہو رہی ہیں ان کے جواز کیلئے عرف عام کا سہارا لیا جائے گا

عرف عام میں آجکل باغات کی تمام بیوع پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہو رہی ہیں اس اصول کی روشنی میں ان کے جواز کی گنجائش ہے۔ کیونکہ عرف عام طے شدہ شرط کے قائم مقام ہے۔

خلاصہ بحث

پھلوں کی خرید و فروخت کے متعلق ائمہ اربعہ کے مذاہب کا خلاصہ یہ ہے کہ: پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اور قبل بدوّ الصلاح پھلوں کی بشرط الترک بیع کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ قبل بدوّ الصلاح کی بشرط القطع بیع کرنا اور بعد بدوّ الصلاح بشرط قطع اور بغیر کسی شرط کے بیع کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ قبل بدو الصلاح بغیر کسی شرط کے بیع کرنا حنفیہ کے نزدیک جائز اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ بعد بدوّ الصلاح بشرط الترک بیع کرنا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک ناجائز ہے البتہ اگر پھلوں کا سائز مکمل ہو تو امام محمد کے نزدیک استحساناً جائز ہے۔

References

[1]۔ بیلیاوی، عبد الحفیظ مصباح الغات، (ملتان: امدادیہ س ن) ص:80۔

[2]۔ یوسف:20۔

[3]۔ الرازی، محمد بن ابی بکر بن عبد القادر، مختار الصحاح (کراچی: ادارۃ الاشاعت، 2003)71۔

[4]۔ النسفی، عبد اللہ بن احمد بن محمود، کنز الدقائق (ملتان: امدادیہ س ن)227۔

[5]۔ الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج (دار الکتب: العلمیہ 1994ء)2/322۔

[6]۔ ابن القدامہ ابو عبد اللہ بن احمد بن محمد المغنی (مصر: مکتبۃ القاہرہ 1968ء)3/480۔

[7]۔ ابن منظور، جمال الدین ابو الفضل، لسان العرب (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1988ء)1/347۔

[8]۔ فتح القدیر، لابن الھمام، 5/489۔

[9]۔ الرملی، شمس الدین محمد بن ابی العباس (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)4/138۔

[10]۔ العینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد، عمدۃ القری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار الفکر، س ن)11/292۔

[11]۔ فتح القدیر، لابن الھمام، 5/488۔

[12]۔ الشیرازی، امام ابوالاسحاق، المھذب الشیرازی (مصر: مکتبہ عیسیٰ البانی س ن) 1/262۔

[13]۔ الکاسانی، البدائع الصناع، 5/37۔

[14]۔ الشیبانی، امام ابوعبداللہ بن الحسن الشیبانی، المبسوط (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ س ن) 5/94۔

[15]۔ ابن رشد، محمد بن احمد بن احمد بدایۃ المجتھد (مصر: مطبعۃ محمد علی صبیح س ن) 2/122۔

[16]۔ السرخسی، شمس الدین السرخسی، کتاب المبسوط (بیروت: دار المعرفۃ 1414ھ) 16/195۔

[17]۔ الدردیر، احمد بن محمد بن احمد الشرح الصغیر (مصر: دار المعارف، س ن) 3/233:234۔

[18]۔ البخاری، الصحیح البخاری، کتاب البیوع حدیث 2194۔

[19]۔ ابن الحجر، الفتح الباری، 4/394۔

[20]۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد سعید، المحلی (مصر: ادارہ الطباعۃ المنیریہ، س ن) 8/494۔

[21]۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، حدیث 2194۔

[22]۔ ابن قدامہ، المغنی۔ 6/194۔

[23]۔ ایضاً۔ 6/194۔

[24]۔ ابن قدامہ، المغنی، 6/155۔

[25]۔ ابن قدامہ، المغنی، 6/102۔

[26]۔ ابن عابدین، محمد بن امین بن عمر بن عبد العزیز، ردالمحتار (بیروت: دار المعرفۃ، 2007) 1/110۔

[27]۔ نیشابوری، صحیح مسلم، رقم الحدیث 3795۔، ابوداؤد، سنن ابوداؤد، باب فی بیع السنین رقم الحدیث 3235۔

[28]۔ ابن الھمام، فتح القدیر، 5/492۔

[29]۔ ابن العابدین، ردالمحتار مع الدر المختار، 456۔

[30]۔ قاضی خان، فخر الدین حسن بن منصور، فتاویٰ قاضی خان (کوئیٹہ: مکتبہ ماجدیہ، 193ء) 2/350۔

[31]۔ ابن ھمام، فتح القدیر، 5/491۔

[32]۔ المرغینانی، الھدایہ، 5/24۔